اذان اور اقامت

کے فضائل و مسائل

مع ضمیمہ

کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق

مرتب: ابوالحسن اعظمی

خادم التجوید والقرأۃ، دارالعلوم دیوبند

خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ: گلشنِ اقبال، کراچی پاکستان

اذان واقامت کے
فضائل ومسائل

مع ضمیمہ

کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق

مرتب

ابوالحسن اعظمی

خادم التجوید و القراءة دار العلوم دیوبند

نام کتاب:.........................اذان واقامت کے فضائل ومسائل مع ضمیمہ

مصنف:..قاری ابوالحسن اعظمی صاحب

خادم التجوید والقراءۃ دارالعلوم دیوبند

ناشر:.......................................خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۴	۲۲	معروضات ،تحقیقات	۲۱
۲	ارشادِ الٰہی	۶	۲۳	اسبابِ مد	۲۱
۳	اذان کے معنی	۶	۲۴	ایک اشکال اور اُس کا جواب	۲۳
۴	اذان کا حکم	۶	۲۵	سابق شیخ القراء جامعہ ازہر مصر	۲۳
۵	اذان کی مشروعیت کب اور کیسے؟	۶	۲۶	علامہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴
۶	اذان کی فضیلت	۸	۲۷	حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ	۲۴
۷	شرائطِ اذان	۸	۲۸	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	۲۵
۸	مؤذن کے شرائط	۹	۲۹	ردالمحتار المعروف بالشامی	۲۵
۹	اذان کی سنتیں و مستحبات	۹	۳۰	ذخیرہ	۲۵
۱۰	اذان کا جواب دینا	۱۰	۳۱	حنفیہ کے ترجمان علامہ ابن الہام رحمۃ اللہ علیہ	۲۶
۱۱	اذان میں راگ پیدا کرنا	۱۰	۳۲	فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاوی ہندیہ	۲۷
۱۲	ارشادِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱	۳۳	التعليق الصبيح	۲۷
۱۳	اقامت کے احکام	۱۱	۳۴	دورِ جدید کے عربی عالم	۲۹
۱۴	اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟	۱۱	۳۵	مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ	۳۰
۱۵	اقامت کی سنتیں	۱۲	۳۶	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	۳۰
۱۶	اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ	۱۲	۳۷	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ	۳۲
۱۷	ضمیمہ: کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق	۱۴	۳۸	دار العلوم دیوبند کے مفتی صاحب	۳۳
۱۸	متبرک کلمات	۱۵	۳۹	بنگلہ دیش سے آیا ہوا ایک استفتاء اور اُس کا جواب	۳۴
۱۹	تقریظ	۱۶	۴۰	حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جونپوریؒ	۳۶
۲۰	عرضِ مرتب	۱۷	۴۱	خلاصہ	۳۸
۲۱	کلماتِ اذان	۱۹	۴۲	تائیدات	۴۰
			۴۳	اغلاط اذان و اقامت	۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

افضل العبادۃ نماز کی اہمیت اور عظمت تو ظاہر ہے لیکن اسی کے ساتھ اس اہم ترین عبادت کا دیباچہ یعنی اذان بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اذان کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ کسی بھی عبادت کے فضائل کا جب تک علم اور اس سے مکمل واقفیت نہ ہو تو اس کی حقیقی عظمت کا احساس نہیں ہوتا۔

فضائل کے ساتھ اس کے متعلق مسائل ہیں۔ چنانچہ اس کے مسائل سے بھی واقفیت نہایت ضروری ہے۔ فقہائے کرام نے امام ہی کی طرح مؤذن کے اوصاف بھی ذکر کیے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذّن کے لیے بھی عالم اور متقی ہونا بہتر ہے تا کہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے اور اس کے صحیح نتائج واثرات مرتب ہوں۔

اذان واقامت کے احکام ومسائل سے ناواقفیت کی بنا پر گوناگوں قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی اور ثواب سے محرومی ہوتی ہے، اُلٹے نقصان واقع ہوتا ہے۔ آئندہ صفحات میں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اذان واقامت کے فضائل اور احکام و مسائل احادیث کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی کلماتِ اذان میں بے موقع اور بے محل بیجا کھینچ تان اور افراط وتفریط سے متعلق رسالہ ''کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق'' کو بھی اتماماً للافادہ اس کا ضمیمہ بنا دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں عزیزان گرامی قدر مولوی ومفتی مزمل حسین مظفرنگری

اور مولوی و مفتی ابوجندل مظفرنگری سلمہما کی کاوشیں صفحہ بہ صفحہ شریک ہیں۔ راقم ان کا بہ صمیمِ قلب ممنون ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اسے محض اپنے لطف و کرم سے مقبولیت عطا فرمائے۔ اسے پڑھ کر اذان و اقامت کی اہمیت و عظمت پیدا ہو، اس کے مطابق عمل کی توفیق ہو اور راقم الحروف کے لیے زادِ آخرت ہو۔ آمین

ابوالحسن اعظمی

خادم التجوید والقراءۃ دارالعلوم دیوبند

۱۴/شوال ۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ الٰہی ہے

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّایَعْقِلُوْنَ

ترجمہ: اور جب تم نماز کے لیے اذان کے ذریعہ اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ تمہاری اس عبادت کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں اور یہ (حرکت) اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔ (بیان القرآن: ۴۶، پارہ ۶)

اذان کے معنی

اصطلاحِ شرع میں ''اذان'' کہتے ہیں۔ اوقاتِ مخصوصہ میں الفاظِ مخصوصہ کے ذریعہ نماز کے لیے پکارنا نماز کا وقت آ جانے کا اعلان کرنا۔ (الدرالمختار علی الشامی: جلد۱، صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ کوئٹہ و البحر الرائق: جلد۱، صفحہ ۲۴۵)

اذان کا حکم

سوائے نمازِ جمعہ کے ہر فرض نماز کے وقت ایک بار اذان دینا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے۔ مسافر ہو یا مقیم، جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا ہو یا قضاء۔ نمازِ جنازہ، عیدین، سورج گرہن، استسقاء، تراویح کے لیے اذان دینا ثابت نہیں۔ (شامی: جلد۱، صفحہ ۲۸۳ و ۲۸۲ و ہکذا فی البحر الرائق: صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

نمازِ جمعہ کے لیے دو بار اذان دینا ضروری ہے۔ ایک نمازوں کی طرح شروع میں، دوسرے بوقتِ خطبہ جب امام ممبر پر آ جائے۔ (شامی: جلد۱، صفحہ ۶۰۷ مطبوعہ کوئٹہ)

اذان کی مشروعیت کب اور کیسے؟

جب پیغمبر علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیے جس سے نماز کے وقت اور جماعت کے قیام کی

اطلاع دی جا سکے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ناقوس (سَنکھ) بجانے کا مشورہ دیا، کسی نے کہا بگل بجایا جائے، کسی نے آگ جلانے کا مشورہ دیا، تو کسی نے ڈھول بجانے کا۔ پیغمبر علیہ السلام نے بالترتیب ان چاروں طریقوں کو نصاریٰ، یہود، مجوسیوں اور رومیوں کے طریق کی مشابہت کے باعث ناپسند فرمایا۔ کسی نے جھنڈا نصب کیے جانے کا مشورہ دیا اُسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا نہ سمجھا۔ غرض یہ کہ کسی ایک بات پر اتفاق نہ ہوسکا اور پیغمبر علیہ السلام اور حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فکر مندی کے ساتھ اُٹھ کر چلے گئے۔ ان فکر مند صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہٖ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے اس فکر میں رات گذاری۔ رات میں ایک فرشتے کو خواب میں دیکھا جس نے انہیں اذان اور اقامت سکھائی۔ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ خواب سچا ہے۔'' اِدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وحی کے ذریعہ اس خواب کی مطابقت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زید بن عبدربہٖ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ''اُٹھو! اور بلال کو اپنے ساتھ لے کر اذان دو۔ بلال تمہارے بتائے ہوئے کلمات کو زور زور سے بطورِ اذان کہتے رہیں کیونکہ بلال کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔''

یہی مطلب ہے اس حدیث کا جسے ابوداؤد (صفحہ ۷۱) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ بخاری شریف میں مذکورہ حدیث اختصار کے ساتھ اس طرح ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ذَکَرُوْا النَّاقُوْسَ فَذَکَرُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاُمِرَ بِلَالُ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُوْتِرَ الْاِقَامَۃَ

(بخاری شریف: جلد ۱، صفحہ ۸۵)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آگ اور ناقوس

کا ذکر کیا تو کچھ لوگوں نے یہود ونصاریٰ کا ذکر اُٹھادیا (اور کہا کہ ان دونوں صورتوں میں غیر مسلموں کی مشابہت لازم آئے گی) بالآخر حضرت بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات جفت کہیں اور اقامت کے کلمات میں ایتار کریں۔"

اذان کی فضیلت

اذان اور مؤذن کے فضائل بہت منقول ہیں۔ ارشادِ رسالت ہے:

عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَافِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَايَجِدُوْنَ اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاستَهَمُوْا

(بخاری شریف: جلد ۱، صفحه ۸۶)

ترجمہ: "یعنی اگر لوگ اذان اور صفِ اوّل کی اہمیت کو جانتے اور پھر بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ ہوتی تو اس کے لیے قرعہ اندازی ضرور کرتے۔"

يَقُوْلُ: اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

(رواہ مسلم عَنْ معاویہ رضی اللہ عنہ: صفحه ۱۶۷)

ترجمہ: "پیغمبر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت میں سب سے زیادہ اونچی ہوں گی۔" یعنی قیامت کے دن مؤذنین بہت زیادہ اعمالِ خیر کے ساتھ پیش ہوں گے اور جنابِ باری میں ان کو بہت زیادہ قرب وعزت کا مقام حاصل ہوگا۔

تنبیہ: واضح ہو کہ اذان کے کلمات مجزوم اور ساکن ہیں، وصل کرتے ہوئے اعراب نہ ظاہر کیے جائیں۔ یہی حکم تکبیر کا بھی ہے۔ (شامی: جلد ۱، صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ کوئٹہ، کنزالعمّال: جلد ۸، صفحہ ۱۵۱)

شرائطِ اذان

اذان درست ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱)...... اذان کے الفاظ وقفۂ طویلہ کے بغیر یکے بعد دیگرے ادا کیے جائیں۔ (عالمگیری: جلد۱، صفحہ۵۶)

(۲)...... اذان عربی الفاظ میں ہو۔ (ردالمختار المعروف بالشامی: جلد۱، صفحہ۲۹۲ مطبوعہ کوئٹہ و عالمگیری: جلد۱، صفحہ۵۵)

(۳)......اذان نماز کا وقت آنے پر ہونی چاہیے۔ اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی تو صحیح نہ ہوگی۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۲۸۴ و عالمگیری: جلد۱، صفحہ۵۳ مطبوعہ کوئٹہ)

(۴)......اذان کے الفاظ صحیح ترتیب سے ادا کیے جائیں خلافِ ترتیب اذان دیے جانے پر اذان مکروہ ہوگی۔ (عالمگیری: جلد۱، صفحہ۵۶)

مؤذن کے شرائط

مؤذن کے لیے لازم ہے کہ وہ دین دار ہو، مسائل سے واقف اور ذی ہوش ہو، نماز کے وقت سے باخبر ہو، جن میں یہ شرائط نہ ہوں اُن کا اذان دینا مکروہ ہے۔ جیسا کہ کسی جنبی یا بدکار کا اذان دینا۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰ و عالمگیری: جلد۱، صفحہ۵۳ اور ۵۴ مطبوعہ کوئٹہ)

اذان کی سنتیں و مستحبات

اذان کی سنتیں اور مستحبات یہ ہیں کہ مؤذن دونوں ناپاکیوں سے پاک ہو۔ (البحر الرائق: جلد۱، صفحہ۲۶۳)

اُس کی آواز دلپسند اور بلند ہو۔ اذان بلند جگہ سے دی جائے۔ (عالمگیری: جلد۱، صفحہ ۵۵ و شامی: جلد۱، صفحہ۲۸۵ مطبوعہ کوئٹہ)

قضا نماز کے لیے بلند آواز سے اذان دینا سنت ہے۔ اگر بہت سی قضا نمازوں کو اکٹھا پڑھنا ہو تو پھر ان میں سے پہلی ہی نماز کے لیے اذان دینی چاہیے۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۲۸۷ مطبوعہ کوئٹہ)

اذان کے مستحبات میں سے یہ ہے کہ حیّ علی الصّلٰوۃ کہتے وقت دائیں جانب اور حَیّ علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب چہرے اور گردن کو موڑا جائے، سینہ اور قدم نہ مڑے۔ اذان دیتے وقت کانوں کے سوراخوں کو بند کرنا مستحب ہے۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۲۸۵)

اذان کا جواب دینا

اس شخص کے لیے جو اذان سن رہا ہو اور مسجد کے اندر موجود ہو اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ اور اگر مسجد سے باہر ہو تو اس کے لیے اجابت بالقدم (مسجد کی طرف چلنا) ضروری ہے اور باللسان (زبان سے) مستحب ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو زبان سے جواب دینا ہی کافی ہے۔ خواہ سننے والا جنبی ہو (البتہ حیض ونفاس والی عورت کے لیے جواب دینے کا حکم نہیں) سننے والا جواباً وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے۔ سوائے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلاح کے کہ ان کے جواب میں لاحَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہنا چاہیے اور فجر کی اذان میں الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا چاہیے۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۲۹۲و۲۹۳ مطبوعہ کوئٹہ)

واضح ہو کہ جواب انہیں اذانوں کا دیا جائے گا جو شرعاً اذان کا حکم رکھتی ہیں۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۲۹۲) بحالتِ نماز مؤذن کی اذان کا جواب دینے سے نماز باطل ہو جائے گی۔ خواہ وہ ارادہ کے ساتھ ہو یا سہواً ہو۔ (شامی: جلد۱، صفحہ۴۴۴)

علومِ شرعیہ کے معلّم اور متعلّم کے لیے دورانِ تعلیم جوابِ اذان کا حکم نہیں ہے لیکن تلاوتِ قرآن کی حالت میں جوابِ اذان کا حکم دیا گیا ہے۔ کھانا کھاتے وقت جواب کا مطالبہ نہیں ہے۔ اذان ختم کرنے کے بعد درود بھیجنا اور یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ القَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ اِلوَسِیلَۃَ وَالفَضِیلَۃَ

وَابعَثْہُ مَقَامًامَّحمُودَ اِلَّذِیْ وَعَدتَّہُ اِنَّکَ لَاتُخلِفُ المِیعَادَ

سنت یا مستحب کے خلاف ہونے کو مکروہ کہتے ہیں۔ (شامی: جلد۱، صفحہ ۲۹۲ و ۲۹۳ مطبوعہ کوئٹہ)

اذان میں راگ پیدا کرنا

اذان میں راگ اور لے پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانے میں عام طور سے ہو رہا ہے، کوئی شرعاً مقرر کردہ بات نہیں ہے کیونکہ اذان عبادت ہے اس سے غرض خشوع ہے۔ حنفیہ کے نزدیک غناء کی کیفیت اگرچہ اچھی بات ہے، اس لیے کہ تحسینِ صوت مطلوب ہے لیکن اس طرح نہیں کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ سننا بھی جائز نہیں۔ (شامی: جلد۱، صفحہ ۲۸۵ و عالمگیری: جلد۱، صفحہ ۵۶ مطبوعہ کوئٹہ) تفصیل آگے ضمیمہ میں دیکھئے۔

ارشادِ رسالت ہے

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہ عَنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنتَیْ عَشْرَۃَ سَنَۃً وَجَبَت لَہٗ الْجَنَّۃُ وَکُتِبَتْ لَہٗ بِتَأذِیْنِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَۃً وَلِکُلِّ اِقَامَۃٍ ثَلٰثُوْنَ حَسَنَۃً

(اِبنِ ماجہ: صفحہ ۵۳)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بارہ برس اذان دی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور مؤذن کے لیے اس اذان کے باعث ہر روز (یعنی اذان کے بدلہ) ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت (تکبیر) کے بدلے تیس نیکیاں۔“

اقامت کا ثواب آدھا شاید اس لیے فرمایا گیا ہے کہ تکبیر صرف حاضرین کی اطلاع کے لیے کہی جاتی ہے اور اذان حاضرین اور غائبین دونوں کے لیے ہے یا یہ کہ اذان میں مشقت زیادہ ہے اور اقامت میں کم۔

اقامت کے احکام

اقامت مثل اذان کے ہے سواء اس کے کہ اقامت عرفاً نماز سے متصل ہوتی ہے لہٰذا اگر تکبیر کے بعد امام زیادہ گفتگو یا عملِ کثیر مثلاً کھا، پی کر فاصلہ زیادہ کردے تو تکبیر کو دہرایا جائے گا۔ (شامی: جلد ۱، صفحہ ۲۹۴ و ۲۹۵ مطبوعہ کوئٹہ)

اقامت کے وقت مقتدی کھڑے ہوں

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

يَقُوْلُ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا فَعَدَّلْنَا الصُّفُوْفَ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْه وَسَلَّمَ الخ

(جلد ۱، صفحہ ۲۲۰)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہو جاتی تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہی کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرتے تھے۔''

دوسری روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ تُقَامُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ مَقَامَهٗ (ایضًا)

یعنی جب نماز کے لیے اقامت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر تشریف لے جانے سے پہلے لوگ اپنی اپنی صفیں سیدھی کرنی شروع کرتے تھے۔ فقہاء کی یہ عبارت کہ ''جب مکبر حیّ علی الفلاح کہے تب مقتدی کو کھڑا ہونا چاہیے'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شروع میں کسی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو اس کے بعد بیٹھا نہ رہنا چاہیے۔

اقامت کی سنتیں

چند باتوں کے سواء اقامت کی وہی سنتیں ہیں جو اذان میں بیان ہوئیں۔ ان چند

باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جملے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ جلدی کرنا مستحب ہے، لیکن اگر ٹھہر ٹھہر کر ادا کیے جائیں تو جائز ہے۔ اسی طرح بوقتِ اقامت کانوں میں انگلیوں کا رکھنا جائز تو ہے مگر سنت نہیں ہے۔ اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ (شامی: جلد ا، صفحہ ۲۸۶ و عالمگیری: جلد ا، صفحہ ۵۵ و ۵۶)

اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ

مؤذن کے لیے سنت یہ ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان افضل وقت کا دھیان رکھتے ہوئے اتنا ٹھہرے کہ مسجد میں پابندی سے آنے والے نماز میں آ جائیں۔ سوائے مغرب کے، اس وقت میں تین چھوٹی آیتوں کی تلاوت کے بقدر وقفہ کرے۔

(عالمگیری: جلد ا، صفحہ ۵۶ و ۵۷، شامی: جلد ا، صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ کوئٹہ)

تکبیر مؤذن کا حق ہے چاہیے کہ مؤذن تکبیر پڑھے لیکن اگر مؤذن کی اجازت سے کسی دوسرے شخص نے تکبیر پڑھ دی تو جائز ہے۔ (شامی: جلد ا، صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ کوئٹہ، البحر الرائق: جلد ا، صفحہ ۲۵۷)

فی الترمذی: عَنْ زِیَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِیِّ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُؤَذِّنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ یُّقِیْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ

(ترمذی: جلد ا، صفحہ ۵۰، مطبوعہ مختار اینڈ کمپنی)

ترجمہ: ”حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے لیے اذان پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے اذان پڑھ دی پھر (اقامت کے وقت) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صداء کے بھائی (زیادہ بن حارث صدائی) نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی

اقامت کہے۔

قَال العلامة یوسف البنوریؒ فی معارف السنن فی کتب فقهائنا اِنَ الْاَوْلٰی اَنْ یُّقِیْمَ مَنْ اَذَّنَ وَاِنْ اَقَامَ غَیْرُہٗ فَجَازَ اِنْ لَّمْ یَتَاَذَّ بِذٰلِکَ الْمُؤْذِّنُ
(جلد ۲، صفحہ ۲۰۶)

ترجمہ: ’’ہمارے فقہاء کی کتابوں میں یہ (مسئلہ) ہے کہ اولیٰ یہی بات ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے لیکن اگر غیر مؤذن تکبیر کہہ دے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ مؤذن کو اس سے تکلیف نہ ہو۔

کلماتِ اذان
میں مد کی تحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

متبرک کلمات

مکرمی جناب قاری ابوالحسن صاحب زید لطفہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ

اکابر کی تحریراتِ گرامی کے بعد اس ناکارہ کی تقریظ کی حاجت نہ تھی، مگر آپ کی خواہش کی تکمیل کے لیے سطور ذیل مسطور ہیں۔

اذان کے سلسلہ میں یہ مرتب کردہ رسالہ دیکھا، ماشاء اللہ تعالیٰ خوب تحقیق کی ہے، جزاک اللہ تعالیٰ۔ جی خوش ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں اور لوگوں کو نفع اُٹھانے کی توفیق بخشیں۔

والسلام

(حضرت مولانا سیّد) ابرارالحق (صاحب دامت برکاتہم)

عشرہ جمادی الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

الحمدللہ و کفٰی و سلام علے عبادہ الذین اصطفٰی، اما بعد

قاری ابوالحسن صاحب زید مجدہم، لوح و قلم کے سلسلے میں قابلِ رشک اور توفیق یافتہ انسان ہیں۔ فنِّ تجوید کی انہوں نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔

کلماتِ اذان میں مد کا مسئلہ بھی فقہ سے زیادہ تجوید سے متعلق ہے۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے اکابر میں حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اس غلطی کی اصلاح کے لیے بڑی جدوجہد فرمائی ہے اور فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم کے موقف کو مدلّل طور پر ثابت کرنے کے لیے محترم قاری صاحب زید مجدہم نے قلم اُٹھایا ہے اور وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں۔

دُعاء ہے کہ پروردگارِ عالم اس مقالہ کو اصلاح کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں حسنِ قبول کی دولت سے نوازے۔ آمین۔

ریاست علی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مرتب

ارکانِ اربعہ میں نماز کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ اذان اسی اہم عبادت کا دیباچہ ہے، شعار ہے، اذان کی فضیلت و اہمیت بھی احادیث سے معلوم ہے۔

شریعت کے ہر رکن اور عمل کی انجام دہی کے طریقے بھی قرآن و سنت سے، آثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اور فقہائے کرام نے واضح طور پر بتائے ہیں۔

کوئی بھی عمل ہو جب تک صحیح طریق پر سنت کے مطابق نہ ہوگا، دین نہ ہوگا۔

اذان شعارِ اسلام ہے تو یہ کیوں کر ممکن ہوگا کہ اس کا صحیح طریقہ نہ بتایا گیا ہو۔ اس کے بارے میں بالکل آزادی، کھلی چھوٹ اور من مانی کی اجازت ہوگی؟

ائمۂ کرام اور اربابِ علم وفن نے باقاعدہ طور پر اس کے ضوابط اور اصول مقرر فرمائے ہیں۔ ان ضوابط اور قیود کی پوری پابندی کرتے ہوئے اس عظیم عمل کی بجا آوری صحیح قرار دی جائے گی۔ حدود و قیود سے متجاوز ہو کر کلمات اور حروفِ اذان میں محض لوگوں کو خوش کرنے کے لیے بیجا کھینچ تان کو بہرحال ممنوع قرار دیا جائے گا، اس پر نکیر کی جائے گی۔ خوش آوازی بلاشبہ مستحسن اور مطلوب ہے مگر مطلق نہیں، حدود و قیود کے ساتھ مستحسن ہے۔

قرآنِ کریم جسے خوش آوازی سے پڑھنے کے سلسلے میں پیغمبر علیہ السلام نے مستقل ترغیب دی ہے مگر یہی خوش آوازی اگر حدود سے نکل کر بحدِّ نغمہ وراگ تطریب تک پہنچ جائے تو بہرحال ممنوع بھی ہے، پڑھنا اور سننا بھی۔

اذان میں بے شک اعلان و اِجہار مقصود ہے۔ اس سے کسے انکار ہے مگر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ اس اعلان و اجہار کو غلط طور پر حروف کی کھینچ تان سے جوڑ دیا گیا ہے۔ اعلان اور آواز کی بلندی،

دور تک پہنچنا، اس کا تعلق سینے کی طاقت اور انسان کے پھیپھڑوں کی قوت سے ہے۔ ایک کمزور انسان کتنا ہی کھینچ تان کرے اُس کی آواز میذنہ (اذان گاہ) سے باہر بھی نہ جاسکے گی۔

دین کا کوئی جز ہو، شریعت کا کوئی بھی عمل ہو، جب وہ اپنے حقیقی نہج اور صحیح طریق سے ہٹنے لگے تو حضراتِ علمائے کرام کا یہ بہرحال فریضہ ہوجاتا ہے کہ اس پر نکیر کریں، اسے صحیح جگہ پر لانے کی سعی کریں، اس میں مداہنت، اس کی طرف سے غفلت کسی طرح مناسب نہیں۔

حضرت شیخی و مرشدی مولانا سید ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ناظم دعوۃ الحق ہردوئی کو جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ کسی بھی امرِ منکر پر آپ بے قرار ہوجاتے ہیں۔ بغیر کسی مداہنت کے احسن طریق پر اس کی درستگی کی فکر فرماتے ہیں۔

شوال ۱۴۱۳ھ میں حضرت والا کی دیوبند تشریف آوری ہوئی۔ ایک جگہ اذان ہورہی تھی۔ حضرت والا کو وہ اذان مسموع ہوئی تو اس کی جانب توجہ دلائی، اس پر نکیر فرمائی اور کلماتِ اذان میں بے موقع اور بیجا کھینچ تان اور افراط و تفریط کی تحقیق چاہی۔

آئندہ سطور میں اسی سے متعلق ٹوٹے پھوٹے، کج مج انداز میں جو کچھ بن پڑا پیش کیا گیا ہے۔

راقم الحروف کو اپنی علمی بے بضاعتی کا مکمل احساس ہے۔ چنانچہ اس تحریر کو متعدد حضرات اہل علم و افتاء کی خدمت میں پیش کرکے اس کی تصحیح و تصدیق چاہی۔ ان حضرات نے پوری توجہ کے ساتھ دیکھا سنا اور جہاں کہیں تصحیح اور اصلاح کی ضرورت ہوئی اصلاح فرمائی اور اپنی تصدیقات سے نوازا۔ راقم ان سب حضرات کا ممنون ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ابوالحسن اعظمی

خادم التجوید والقراءۃ، دارالعلوم دیوبند

۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ

کلماتِ اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ سب سے بڑے ہیں اللہ سب سے بڑے ہیں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ سب سے بڑے ہیں اللہ سب سے بڑے ہیں

ہمزہ (الف) اللہ اور اکبر کے شروع میں قوت اور سختی کے ساتھ، لامِ اللہ کو ابتداءً ہی خوب پُر پڑھا جائے۔ لام کے الف میں مدِّ طبعی ہے، صرف قصر ہو بقدر ایک الف۔ ھاء کا پیش خوب معروف اور باریک ہو۔ واؤ مدہ کی بُو دے کر ادا کیا جائے۔ راء کو ساکن ادا کرتے ہوئے پُر پڑھا جائے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کیے جانے کے لائق نہیں ہے۔

شین میں آواز منہ کے اندر خوب پھیل جائے۔ لا میں مد فرعی منفصل ہے، اس میں چار الف تک مد جائز ہے۔ اِلٰہ کے الف پر مد سے بالکلیہ احتراز کیا جائے۔ اللہ پر مدّ فرعی عارضی ہے، اس میں پانچ الف تک مد جائز ہے، اس سے زائد سے احتراز کرنا چاہیے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں

اَنَّ کے نون اور محمد کے میم مشدد میں ایک الف سے زائد غنہ سے احتراز کرنا چاہیے۔

رسولؐ کی راپُر رہے۔ اللہ کا حکم گذر چکا۔

حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃُ

آ ؤ نماز کی طرف

حَيَّ کی تشدید ادا کرتے ہوئے تقریباً دو الف تک تاخیر کی جائے۔ یا کا زبر جلدی سے ادا کیا جائے، اس پر آواز رُکنے نہ پائے۔ صادؐ کو خوب پُر پڑھا جائے۔ الصلوٰۃؐ میں مد عارضی ہے۔ حکم گذرا۔

حَيَّ عَلَی الْفَلَاحُ حَيَّ عَلَی الْفَلَاحُ

آ ؤ کامیابی کی طرف

حَيَّ اور مد عارضی کا حکم گذرا۔

اذانِ فجر میں اضافہ

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمُ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمُ

نماز نیند سے بہتر ہے

الصّلٰوۃ کے الف کے بعد لام میں صرف مد طبعی ہے۔ اس میں الف کو بڑھانے سے احتراز لازم ہے۔ النّوم میں مد لین عارضی ہے، اس میں قصر بہتر ہے، مد کرنا بھی جائز ہے جس کی آخری حد پانچ الف ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اللہ سب سے بڑے ہیں اللہ سب سے بڑے ہیں

اس کا حکم گذرا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کیے جانے کے لائق نہیں ہے۔

حکم گذرا۔

کلماتِ اذان میں لفظ اللہ (وصلاً) اور اذانِ فجر میں لفظ الصلوٰۃ میں الفٓ پر مد اصلیٓ اور مد فرعیٓ میں فرق کے بغیر مد کیا جاتا ہے، نیز اذان میں دیگر افراط و تفریط جو ہورہی ہے اس سلسلہ میں مختصر معروضات

اذان میں مد والے کلمات کی دو نوعیت ہے۔ایک یہ کہ جن کلمات میں مد فرعی ہے یعنی حروفِ مدہ کے بعد اسبابِ مد (ہمزہ سکون) میں سے کوئی سبب ہے۔جیسا کہ لَا اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہ شہادتِ توحید میں اور آخر میں۔اسی طرح شہادتین پر بصورت وقف اَللّٰــہ پر مد، نیز الصَّلٰوۃ اور الفلاح پر وقفاً یہ سب مدِ فرعی ہیں (مد منفصل اور مد عارضی)

دوسرے وہ کلمات جن میں مدِ اصلی اور مدِ طبعی ہے جیسے اَللّٰــہُ اَکْبَر میں لام کے بعد الف۔اسی طرح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمُ میں ''اَلصَّلٰوۃ'' کے لام کے بعد الف۔واضح ہو کہ مدِ طبعی اور اصلی میں مقدارِ کشش صرف ایک الف ہے، اس پر زیادتی ثابت نہیں۔اسی طرح مد فرعی میں اس کی مقررہ حدود کے اندر ہی مد کرنا صحیح ہے۔چنانچہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میںٓ لا پر مدِ منفصل ہے جس میں توسط ہوتا ہے (بقدر دوٓ، ڈھائیٓ چآر الف علی اختلاف الاقوال) اور اللہ پر وقف کرتے ہوئے مدِ عارضی وقفی ہے جس میں طول جائز ہے جس کی آخری اور انتہائی مقدار پانچ الف ہے، اس سے زیادہ کا کوئی قول نہیں۔

اسبابِ مد

جیسا کہ مد کا ایک سبب ظاہری ہوتا ہے یعنی ہمزہ وسکون کا آنا حرفِ مد مقرو کے بعد، اسی طرح ایک سبب باطنی اور معنوی بھی ہے مثلاً نفی میں مبالغہ کرنا جیسے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ اور لَا اِلٰــہَ اِلَّا اَنْـتَ وغیرہ اس میں مد اس نیت سے کرنا کہ غیر اللہ سے بالکلیہ نفی ہو جائے اور پھر اثباتِ ذاتِ الٰہی ہو۔اہلِ عرب کے نزدیک مد کا یہ بھی ایک قوی سبب مانا جاتا ہے۔محقق ابن الجزریٓ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا السَّبَبُ المَعْنَوِیُّ فَھُوَ قَصْدُ الْمُبَالَغَةِ فِی النّفِی وَھُوَ سَبَبٌ قَوِیٌّ مَقْصُوْدٌ عِنْدَ الْعَرَبِ وَاِنْ کَانَ اَضْعَفَ مِنَ السَّبَبِ اللَّفْظِیّ عِنْدَ الْقُرَّاءِ وَمِنْهُ مَدُّ التَّعْظِیْمِ نَحْوُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُو، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَھُوَ قَدْوَرَدَ وَعَنْ اَصْحَابِ الْقَصْرِ فِی الْمُنْفَصِلِ لِھٰذَا الْمَعْنٰی وَیُقَالُ لَهٗ اَیْضًا مَدُّ الْمُبَالَغَةِ فِی نَفْیِ الْھَیْئَةِ ھُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَھٰذَا مَعْرُوْفٌ عِنْدَ الْعَرَبِ لِاَنَّھَا تَمُدُّ عِنْدَ الدُّعَاءِ وَعِنْدَ الْاِسْتِغَاثَةِ فِیْ نَفْیِ شَیْءٍ وَیَمُدُّوْنَ مَالَا اَصْلَ لَهٗ بِھٰذِهِ الْعِلَّةِ

(جلد ا، صفحہ ۳۴۴- ۳۴۵)

اس سلسلہ میں دو روایتیں ملتی ہیں۔ ایک حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور ایک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے محقق جزری رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (حوالہ ایضاً)

صاحبِ اتحاف فرماتے ہیں:

لٰکِنَّهٗ لَایَبْلُغُ الْاِشْبَاعَ بَلْ یَقْتَصِرُ فِیْهِ عَلَی التَّوَسُّطِ لِضُعْفِ سَبَبِهٖ عَنِ الْھَمْزِ

(جلد ا، صفحہ ۱۶۸)

یعنی اس میں طول نہ ہونے پائے بلکہ صرف توسط جائز ہے کیونکہ یہ سبب ہمزہ کے مقابلہ میں ضعیف ہے۔

تاہم یہ مدود جن کے اسباب معنوی ہیں۔ بطریق شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور قراء معمول بہا نہیں ہیں۔ (از مقری اظہار احمد تھانوی لاہور الجواہر النقیۃ: صفحہ ۱۶۵)

اس قسم کی عبارتوں کو دیکھ کر لوگوں نے عام طور پر کلماتِ اذان میں مد کرنا شروع کر دی۔ آج کل کی اذانوں میں جو بے انتہا مد کیا جاتا ہے اور آوازوں میں خوب اُتار چڑھاؤ ہوتا ہے، اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ مدات اور حرکات کو ان کے مقررہ حدود سے زیادہ کھینچنا جسے تمطیط اور تطویل کہتے ہیں، یہ مکروہ ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔

علامہ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب المصنف کے اندر ایک روایت اذان میں تطریب (تغنّی) کے سلسلہ کی نقل کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوّلاً اسی حدیث کو نقل کر دیا جائے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکُر قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْن اَبِیْ حُسَیْنٍ الْمَکِّی اَنَّ مُؤَذِّنًا اَذَّنَ فَطَرَّبَ فِی اَذَانِہٖ. فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالعَزِیْزِ– اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا.

(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد ۱، صفحہ ۲۲۹)

ترجمہ: ”ہم سے ابوبکر نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا وکیع نے سفیان سے انہوں نے عمر بن سعد بن ابی حسین المکی سے کہ ایک مؤذن نے اذان دی۔ اور اس نے اپنی اذان میں تطریب (تغنی) کی۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس (مؤذن) سے فرمایا: سیدھی سادی اذان دو، ورنہ ہم سے الگ اور جدا ہو جاؤ۔“

ایک اشکال اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ اشکال کرے کہ اس حدیث سے تغنی کے عدمِ جواز پر استدلال تام نہیں کیونکہ تطریب کے معنیٰ تحسینِ صوت کے بھی آتے ہیں۔

یہ اشکال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز بہت بڑے فقیہ اور مجدّدِ اوّل تھے۔ تو اگر وہ مؤذن صاحب اذان میں تغنی نہ کرتے تو حضرت کی اس پر نکیر کے کیا معنی ہیں لہٰذا یہاں تطریب کے معنیٰ وہی لحن و تغنی کے ہیں جو اذان میں درست نہیں۔ اسی لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نکیر فرمائی۔ (مصدقہ از حضرت مفتی نظام الدین صاحب ومولانا نعمت اللہ صاحب)

سابق شیخ القراء جامعہ ازہر مصر

قدیم اور شہرۂ آفاق علمی ادارہ "جامعہ ازہر مصر" کے سابق شیخ القراء شیخ محمد مکی نصر کی اپنے موضوع پر معتبر کتاب "نهاية القول المفيد فى علم التجويد" ہے۔ اس میں موصوف اس قسم کے مدوں کی تردید فرماتے ہیں۔ (مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مصری)

وَحَدُّهٗ مِقْدَارُ اَلِفٍ وَصْلًا وَ وَقْفًا وَنَقْصُهٗ عَنْ اَلِفٍ حَرَامٌ شَرْعًا فَيُعَاقَبُ عَلٰى فِعْلِهٖ وَيُثَابُ عَلٰى تَرْكِهٖ فَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ اَئِمَّةِ الْمَسَاجِدِ وَاَكْثَرُ الْمُؤَذِّنِيْنَ مِنَ الزِّيَادَةِ فِى الْمَدِّ الطَّبْعِى عَنْ حَدِّهِ الْعُرْفِيِّ اَىْ عُرْفِ الْقُرَّاءِ. فَمِنْ اَقْبَحِ الْبِدْعَةِ وَاَشَدِّ الْكَرَاهَةِ– لَاسِيَّمَا– وَقَدْ يَقْتَدِىْ بِهِمْ بَعْضُ الْجَهْلَةِ مِنَ الْقُرَّاءِ.

(طبع جديد المكتبة العِلْمِيَّة لاهور: صفحه ١٦٦)

علامہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ جہد المقل علامہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بساچقلی زادہ اپنی کتاب "جہد المقل وشرحہ" میں مد متصل ومنفصل سے متعلق کلام کرتے ہوئے اسی طرح کی عبارت نقل کرتے ہیں:

فَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْاَئِمَّةِ وَاَكْثَرُ الْمُؤَذِّنِيْنَ مِنَ الزِّيَادَةِ فَمِنْ اَقْبَحِ الْبُدْعَةِ وَاَشَدِّ الْكَرَاهَةِ.

(صفحه ١٥٥)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

احناف میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مشہورِ زمانہ ہے۔ متاخرین نے آپ کو حنفیہ کا مجدد مانا ہے۔ آپ اپنی مقبول ترین کتاب "المنح الفکریہ شرح مقدمۃ الجزریہ" میں (مد لازم اور مد واجب میں قصر اور ترکِ مد کے غیر جائز ہونے کے بارے میں لکھتے ہوئے) فرماتے ہیں:

فَاِنَّهٗ لَايَجُوْزُ قَصْرُ اَحَدِهِمَا عِنْدَ جَمِيْعِ الْقُرَّاءِ وَلَوْ قُرِئَ بِالْقَصْرِ يَكُوْنُ لَحْنًا

جَلِیًّا وَخطأً فَاحِشًا. مُخَالِفًا لِمَا ثَبتَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّرُقِ الْمُتَوَاتِرَةِ– وَکَذَا اِذَا زَادَ فی الْمَدِّ الْاَصْلِیِّ وَالطَّبْعِیِّ عَلٰی مَدِّ الْعُرْفِیِّ مِنْ قَدْرِ اَلِفٍ بِاَنْ جَعلَهٗ قَدْرَ اَلِفَیْنِ اَوْ اَکْثَر کَمَا یَفْعلُهٗ اَکْثَرُ الْاَئِمَّةِ مِنَ الشَّافِعِیَّةِ وَالْحَنَفِیَّةِ فِی الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ فَاِنَّهٗ مُحَرَّمٌ قَبِیْحٌ لاسِیَّمَا وَقَدْ یَقْتَدِیْ بِهِمْ بَعْضُ الْجَهلَةِ وَیَسْتَحْسِنُ مَاصَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ الْقِرَاءَ ةِ.

(صفحہ ۵۶)

شیخ محمد مکی نصر رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ دونوں عبارتوں کا قدرِ مشترک ایک ہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مد لازم و مد واجب میں قصر کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اگر اس میں قصر کیا گیا تو لحن جلی، خطاء فاحش اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقِ منقول ومتواتر کے خلاف ہوگا۔ اسی طرح مدِ طبعی و مدِاصلی میں ایک الف کی مقدار سے زائد مد کرنا بھی خطاء فاحش اور لحن جلی ہوگا۔ اکثر حضرات جو شوافع اور احناف میں سے حرمین شریفین میں ایسا کرتے ہیں تو بلاشبہ حرام وقبیح ہے۔ یہ حکم مطلق ہے نماز اور اذان دونوں کو شامل ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (جو ان کی شہرۂ آفاق کتاب ہے) میں ارقام فرماتے ہیں:

وَاِطْلَاقُ مَدِّ اَلِفِ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَهٗ غَیْرُ صَحِیْحٍ لِاَنَّهٗ یَجُوْزُ قَصْرُهٗ

یعنی اللہ کے الف میں مد کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف قصر جائز ہے اور توسط و مد بقدر تین الف بحالت وقف ہوتا ہے۔ (باب الاذان: صفحہ ۴۱۸)

ردالمحتارالمعروف بالشامی

اس سلسلہ میں شامی میں درج ذیل عبارت ہے:

اَلتَّرجِیعُ بِالْقُرْاٰنِ وَالْاَذَانِ بِالصَّوتِ الطَّیِّبِ طَیِّبٌ اِنْ لَمْ یَزِدْ فِیہِ الْحُرُوْفُ وَاِنْ زَادَ کُرِہَ لَہٗ

(صفحہ ۲۷۰)

یعنی خوش آوازی سے قرآن کریم پڑھنا اور اذان دینا پسندیدہ امر ہے بشرطیکہ اس کے اندر لحن کی وجہ سے حروف میں اضافہ نہ ہو اور اگر اضافہ ہو گیا، تبدیلی ہو گئی تو مکروہ ہے۔

ذخیرہ

ذخیرہ میں یہ عبارت ہے:

اِنْ کَانَتِ الْاَلْحَانُ لَاتُغَیِّرُ الْکَلِمَۃَ عَنْ وَضْعِھَا لَاتُؤَدِّیْ اِلٰی تَطْوِیْلِ الْحُرُوْفِ حَصَلَ التَّغَنِّیْ بِھَا حَتّٰی یَصِیْرَ الْحَرْفُ حَرْفَیْنِ بَلْ لِتَحْسِیْنِ الصَّوْتِ وَتَزْیِیْنِ الْقِرَاءَۃِ لَایُوْجِبُ فَسَادَ الصَّلٰوۃِ- وَذٰلِکَ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَخَارِجِھَا- وَاِنْ کَانَ یُغَیِّرُ الْکَلِمَۃَ عَنْ وَضْعِھَا یُفْسِدُ الصَّلٰوۃَ. لِاَنَّہٗ مَنْھِیٌّ. وَاِنَّمَا یَجُوْزُاِدْ خَالُ الْمَدِّ فِی حُرُوْفِ الْمَدِّ وَاللِّیْنِ وَالْھَوَائِیَّۃِ وَالْمُعْتَلِّ.

(شامی، باب الحظر والاباحۃ: جلد۵، صفحہ ۲۷۰، بیروت)

یعنی اگر الحان سے کلمہ اپنی ہیئت سے نہ بدلے اور نہ حروف میں تطویل ہو کہ ایک حرف دو حرف بن جائیں، بلکہ صرف آواز کو بہتر بنانے کے لیے ہے تو یہ مستحب ہے اور اگر کلمہ اپنی اصل وضع سے بدل جائے اور اپنے معنی سے نکل جائے تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور مد، حروفِ مد و لین اور معتل میں ہوتا ہے۔ (جبکہ اس کے بعد مد کا سبب موجود ہو)۔

حنفیہ کے بہت بڑے ترجمان علامہ ابن الہمام

علامہ ابن الہُمام رحمۃ اللہ علیہ (حنفیہ کے مشہور ترجمان) اپنی مشہور کتاب ''فتح القدیر''

میں فرماتے ہیں:

وَیَدْخُلُ فِی الْخِیَارِ اَیْضًا مَنْ لَایُلَحِّنُ الْاَذَانَ لِاَنَّہٗ لَایَحِلُّ. وَتَحْسِیْنُ الصَّوْتِ مَطْلُوْبٌ. وَلَا تَلَازُمَ بَیْنَھُمَا وَقَیَّدَہُ الْحُلْوَانِیُّ بِمَا ھُوَ ذَکَرَہٗ فَلا بَأسَ بِاِدْخَالِ الْمَدِّفِی الْحَیْعَلَتَیْنِ. فَظَھَرَ مِنْ ھٰذَا اَنَّ التَّلْحِیْنَ ھُوَ اِخْرَاجُ الْحَرْفِ عَمَّا یَجُوْزُ لَہٗ فِی الْاَدَاءِ

(فتح القدیر: جلد ۱، صفحہ ۱۷۳، بیروت)

ترجمہ: ’’اور نیز (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لیؤذن لکم خیارکم میں) خیار میں وہ شخص بھی داخل ہے جو اذان کے اندر لحن نہ کرتا ہو کیونکہ لحن (اذان کے اندر) جائز نہیں۔ اور تحسین صوت (بہرحال) امر مطلوب ہے۔ اوران دونوں کے اندر کوئی تلازم نہیں ہے اور امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس (لحن کے عدم جواز) کو ان الفاظ کے ساتھ مقید کیا ہے جو ذکر کے قبیل سے ہوں لہٰذا حیعلتین کے اندر مد کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ بہرحال اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ تلحین، حرف کو اس کی ادائیگی کی حدِ جواز سے نکال دینا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری المعروف بفتاوی الہندیہ

ہندوستان کے مشہور بادشاہ اور عالم و بزرگ حضرت اَورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ اوران کی زیرِنگرانی مرتب شدہ کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَیُکْرَہُ التَّلْحِیْنُ وَھُوَ التَّغَنِّیْ بِحَیْثُ یُؤَدِّیْ اِلٰی تَغَیُّرِ کَلِمَاتِہٖ کَذَا فِی شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَلِکِ وَتَحْسِیْنُ الصَّوْتِ لِلْاَذَانِ حَسَنٌ مَالَمْ یَکُنْ لَحْنًا. کَذَا فِی السِّرَاجِیَّۃِ

(عالمگیری، باب الاذان: جلد ۱، صفحہ ۵۶، کوئٹہ)

ترجمہ: ’’اذان میں تلحین یعنی اس طرح آواز بنا کر پڑھنا جس سے کلماتِ اذان میں تغیر ہو جائے مکروہ ہے اور اذان کو اچھی آواز سے پڑھنا (بہرحال) امر مستحسن ہے جب تک اس میں لحن (مذکور) نہ ہو۔

التعلیق الصبیح

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''التعلیق الصبیح'' شرح مشکوٰۃ میں باب الاذان کے تحت حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے منقول روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز کے متعلق لکھتے ہیں:

فَاِنَّهٗ اَنۡدٰی صَوۡتًا مِنۡکَ اَیۡ اَرۡفَعُ صَوۡتًا مِنۡکَ. قَالَ الطِّیۡبِیۡ یُوۡخَذُ مِنۡهَا اِسۡتِحۡبَابُ کَوۡنِ الۡمُؤَذِّنِ رَفِیۡعَ الصَّوۡتِ وَحَسَنَهٗ

(جلد ۱، صفحہ ۲۹۴)

یعنی علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ مؤذن کو رفیع الصوت، بلند آواز نیز اچھی آواز کا حامل ہونا چاہیے۔ مذکورہ روایت صاحبِ مشکوٰۃ نے ابوداؤد (صفحہ ۷۲، باب بدء الاذان) سے نقل کی ہے جس میں پیغمبر علیہ السلام نے راوی سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا اور اَنۡدٰی صَوۡتًا مِّنۡکَ کی تشریح سب ہی حضرات اَرۡفَعُ صَوۡتًا مِّنۡکَ سے کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''اَشۡعَۃُ اللَّمۡعَاتِ''، شرحِ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ''زیرا کہ بدرستی نرم تر وبلند تر وشیریں تر وبہتر است آوازِ وے از آوازِ تو۔''

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز حضرت عبداللہ بن زید بن عبدرَبہ کی آواز سے عمدہ، بہتر، پُرکشش اور بلند تھی۔ (باب الاذان: صفحہ ۳۳۲ نول کشور)

ابوداؤد باب رفع الصوت بالاذان کے تحت روایت میں الفاظ ہیں: ''قَالَ الۡمُؤَذِّنُ یُغۡفَرُ لَهٗ مدی صَوۡتِهٖ الخ''، مَدٰی صَوۡتِہٖ کے معنی ہیں منتہائے آواز۔ (الخطابی وابن الاثیر حاشیہ ابوداؤد شریف: صفحہ ۷۲)

اور ظاہر ہے کہ کلماتِ اذان دور تک پہنچانے کے لیے کسی مرفوع الصوت اور بلند

بانگ آدمی ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ ہو کہ حتی الامکان مؤذن پُرکشش اور عمدہ آواز کا بھی مالک ہو، تاکہ آواز سن کر لوگوں کے قلوب کھنچیں اور لوگ متوجہ ہوں۔لوگ آواز کی کراہت سے بدکیں نہیں اور متنفر نہ ہوں۔ یہ کہنا کہ اذان میں اِجہار اور جہر مقصود ہے اور یہ جہر بغیر حرفوں کو زیادہ سے زیادہ کھینچے ممکن نہیں۔اس لیے مد کرنا جائز ہے اور مطلوب ہے، یہ عجیب بات ہے۔

واضح ہو کہ آواز میں قوت اور بلندی کا تعلق انسان کے سینے اور پھیپھڑوں کی مضبوطی اور قوت سے ہے جس کے سینے میں جتنی طاقت ہوگی اس کی آواز اتنی ہی بلند ہوگی۔کمزور اور ضعیف سینے والا انسان جس کے پھیپھڑوں میں قوت نہ ہو، کتنی ہی دیر تک مد کرتا رہے اس کی آواز جائے اذان سے بھی باہر نہ جائے گی۔حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تشریحی الفاظ پر ایک نظر پھر ڈال لیجیے۔فنِ تجوید وقراءت کی معلوم ومشہور شخصیت المقری محبّ الدین احمد الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے اس قسم کا سوال کیا گیا تھا۔

سوال: مؤذنین اذان میں عام طور پر لفظ اللہ پر مد کرتے ہیں اور ایسا تعامل حرم شریف اور بڑے علمی اداروں میں بھی ہے جبکہ یہ کتب فقہیہ کے دیکھنے سے پسندیدہ معلوم نہیں ہوتا، کیا قراءت کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے؟

جواب: اذانوں میں لفظ اللہ پر مَد کرنا ثابت نہیں۔ایک معمول سا ہو گیا ہے کہ لغرض الاعلان اذان کے وقت لفظ اللہ میں مد کرتے ہیں حالانکہ اسبابِ مد میں سے کوئی بھی سبب نہیں پایا جاتا ہے۔فقط۔(التبیان: صفحہ ۱۳۶)

دورِ جدید کے عربی عالم

ماہر تجوید وقراءت ''حضرت حسینی شیخ عثمان'' اپنی مقبول اور معتبر کتاب ''حق التلاوۃ'' میں شیخ محمد مکی نصر المذکور کی عبارت کی تائید فرماتے ہوئے تقریباً وہی عبارت لکھتے ہیں۔

(صفحہ:۱۵۱)

موصوف ’’تجوید الاذان واقامۃ‘‘ کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كَمَا يَنۢبَغِىْ عَلٰى الْمُؤَذِّنِ اَن يُّجَوِّدَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ، فَيُطْبَقُ فِى تَجْوِيْدِ الْاَذَانِ مَايُطْبَقُ فِى تَجْوِيْدِ الْقُراٰنِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ

یعنی جیسا کہ مؤذن کے لیے واجب یہ ہے کہ اذان واقامت میں قواعد تجوید کی رعایت کرے لہٰذا اذان کی تجوید کو قرآن کی تجوید کے ساتھ بالکلیہ موافق اور مطابق کیا جائے۔(حق التلاوۃ:صفحہ۱۸۹)

’’فَاَكْثَرُ مَايَقَعُ الْمُؤَذِّنُوْنَ بِاللَّحْنِ فِىْ‘‘ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

’’وَزِيَادَةُ الْمَدِّ الْاَصْلِىِّ عَنْ حَرْكَتَيْنِ فِى اَلِفِ لَفْظِ الْجَلَالَةَ اَللّٰهِ.‘‘ حِيْنَ وَصَلَهَا بِمَا بَعْدَهَا كَمَا زَادَهُ. فِى قَوْلِهٖ ’’اَللّٰهُ أَكْبَر‘‘

یعنی مؤذنین جن غلطیوں کے زیادہ مرتکب ہوتے ہیں ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ لفظ اللہ کو مابعد کے ساتھ وصل کرتے ہوئے اس کے الف کو دو حرکتوں سے زیادہ کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے اللہ اکبر کے اندر دو حرکتوں سے زیادہ اس کے الف کو پڑھا جائے۔ اسی طرح فجر کی اذان میں ’’اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم‘‘ کے لام کے الف میں غلطی کی جارہی ہے۔(صفحہ۱۹۰)

مصنف محترم کلماتِ اذان میں ہونے والی نوع بنوع کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں:

’’كُلُّ هٰذَا...... مِنَ اللَّحْنِ الَّذِىْ يَنۢبَغِىْ تَجَنُّبُهٗ وَيَمْتَنِعُ قُبُوْلُهٗ وَيَجِبُ اِنْكَارُهٗ عَلٰى مُرْتَكِبِهٖ.‘‘

یعنی ایسی تمام غلطیوں سے اجتناب ضروری، اس کا ماننا ممنوع، اس کے مرتکب پر نکیر واجب ہے۔

اپنی عبارت پر حاشیہ لکھتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

''مؤذنین اور مبلغین پر واجب ہے کہ اہلِ ادا اور اہلِ علم سے اذان واقامت کی تصحیح کریں اور صحتِ ادا کے لیے ان کے پاس مشق کریں۔ بالکل اسی طرح ضروری ہے اہلِ علم کے لیے کہ یہ حضرات ایسی غلطیوں میں جو مبتلا ہیں اُن پر نکیر کریں اور انہیں متوجہ کریں۔'' (صفحہ:۱۹۱)

مولانا عاشق الٰہی بلندشہری

موجودہ زمانہ کے معتبر عالم حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندی شہری مہاجر مدنی مدظلہٗ العالی اپنی نفیس کتاب ''التحفۃ المرضیہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ'' میں رقمطراز ہیں:

''مدِّ طبعی کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا غلط اور خطاءِ فاحش ہے۔ جیسا کہ حرمین شریفین میں ایسا اکثر ائمہ کرتے ہیں، یہ حرام اور قبیح ہے۔ جاہل لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کی قراءت کو صحیح سمجھتے ہیں، اس اعتبار سے ان کا اس طرح پڑھنا اور زیادہ قبیح ہے۔'' (صفحہ:۱۱۵،۱۱۶)

کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ''التَغنّی بِالاَذَان'' (کتاب الصلوٰۃ) کے عنوان کے تحت عبارت یہ ہے:

اَلتَغنِّی وَالتَّرَنُّمُ فِی الْاَذَانِ بِالطَّرِیْقَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ عِنْدَ النَّاسِ فِیْ زَمَانِنَا ھٰذَا لَایُقِرُّھَا الشَّرْعُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ یُقْصَدُ مِنْھَا الْخُشُوْعُ لِلّٰہِ تَعَالٰی.

''یعنی اذان میں راگ اور لے کا پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانہ میں عام طور سے ہو رہا ہے، کوئی شرع کی مقرر کردہ بات نہیں ہے کیونکہ اذان عبادت ہے، اس سے غرض خشوع ہے

(نہ کہ راگ نکالنا)۔"

اس کے بعد مذاہب اربعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

◀ "اَلشَّافعِیَّۃ قَالُوْا! اَلتغنّی ھُوَ الْاِنتِقَالُ مِنْ نَغمٍ اِلٰی نَغمٍ وَالسُّنَّۃُ اَنْ یَسْتَمِرَّ اَلْمُؤَذِّنُ فِی اَذَانِہٖ عَلٰی نَغمٍ وَّاحِدٍ.

◀ اَلْحنابِلَۃُ قَالُوْا! اَلتغنّیُ ھُوَ اَلْاِطْرَابُ بِالْاَذَانِ وَھُوَ مَکْرُوْہٌ عِنْدَھُمْ.

◀ اَلْحَنَفِیَّۃُ قَالُوْا! اَلتغنّیُ بِالْاَذَانِ حَسَنٌ اِلَّا اِذَا اَدّٰی الٰی تَغْیِیْرِ الْکَلِمَاتِ بِزِیَادَۃِ حَرَکَۃٍ اَوْ حَرْفٍ فَاِنَّہٗ یَحْرُمُ فِعْلُہٗ وَلَا یَحِلُّ سِمَاعُہٗ.

◀ اَلْمَالِکِیَّۃُ قَالُوْا! یُکْرَہُ التَّطْرِیْبُ فِی الْاَذَانِ لِمُنَافَاۃِ الْخُشُوْعِ اِلَّا اِذَا تَفَاحَشَ عُرْفًا فَاِنَّہٗ یَحْرُمُ." (جلد ا، صفحہ ۳۲۱)

یعنی شافعیہؒ کہتے ہیں: تغنی کے معنی راگ سے راگ نکالنے کے ہیں حالانکہ سنت یہ ہے کہ مؤذن پوری اذان میں ایک ہی لے کو برقرار رکھے۔

حنابلہؒ کہتے ہیں: تغنی کے معنی اذان میں سُر نکالنا ہے اور یہ فعل ان کے نزدیک (بہر حال) مکروہ ہے۔

حنفیہؒ کہتے ہیں: اذان میں غِنا کی کیفیت اچھی بات ہے لیکن اس طرح نہیں کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں، ایسا کرنا حرام ہے اور ایسی اذان کا سننا بھی جائز نہیں۔

مالکیہؒ کہتے ہیں: اذان میں لے کا نکالنا مکروہ ہے کیونکہ یہ امر خشوع کے خلاف ہے اور اگر یہ کیفیت زیادہ ہو جائے تو حرام ہے۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ

"آدابِ اذان واقامت" صفحہ ۴۸ کی عبارت "اذان میں لفظ اللہ کو ایک الف سے

زائد کھینچنا چاہیے" پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں:

"مگر بہت زیادہ کھینچنا درست نہیں۔ بعض مؤذنوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب تک سانس میں گنجائش رہتی ہے کھینچتے رہتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔"

امام ابومحمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ "تبصرہ" میں لکھتے ہیں:

وَلَا یَجُوْزُ الْمَدُّ اِلَّا عَلَی الْاَلِفِ الَّتِیْ بَیْنَ اللَّامِ وَالْهَاءِ وَلَا یُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الاقْتِصَادِ لِلْاِفْرَاط

(شرح المهذّب للنّووی: جلد۳، صفحه ۲۹۲)

اور یہ واضح رہے کہ تمام مدّ اور ان کی مقادیر کی تفصیلات اور حدود و قیود علمِ تجوید و قراءت کے ائمہ و ماہرین نے نقل و روایت کو پیشِ نظر رکھ کر بیان فرمادی ہیں اور انہیں کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق دیگر مواقع اور کلمات میں مد کیا جاتا ہے اور خلاف کے مرتکب پر نکیر کی جاتی ہے، لہٰذا مذکورہ عبارت "وَلَا یُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الاقْتِصَادِ لِلْاِفْرَاط" کا وہی مطلب ہوگا جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت مولانا پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ آگے ارقام فرماتے ہیں:

"بلکہ علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ تو اذان میں اللہ، الصلوٰۃ اور حیَّ علی الفلاح کے لام کو مطلقاً ایک الف سے زائد کھینچنے کو لحن خفی قرار دیتے ہیں، مگر ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں حالتِ وقف میں یعنی جہاں مدِ عارض وقفی ہے، ان کے قول کو تسلیم نہیں کیا ہے، البتہ مدِ اصلی ہے یعنی تکبیر میں جو لفظ اللہ ہے اور الصلوٰۃ خیرٌ میں الصَّلٰوۃُ ہے۔ اس میں ابن حجؒر کے قول کو برقرار رکھا ہے لہٰذا اذان دینے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اور تکبیر کے لفظ اللہ کو بہت زیادہ نہیں کھینچنا چاہیے۔"

دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب مدظلہٗ

اذان میں اس افراط وتفریط سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم ارقام فرماتے ہیں:

''تو اذانِ صلوٰۃ میں جہر ''مدیٰ صوتہٖ'' وغیرہ روایت کے مطابق مؤذن کا اپنی پوری طاقت اورقوت کے ساتھ جہر کرنا اور ''مدیٰ صوتہٖ'' اپنی آواز کو زیادہ سے زیادہ دور تک پہنچانا شرعاً مطلوب ہوگا، اس لیے اس جہر میں تحسینِ صوت کے لیے حدودِ شرع میں رہتے ہوئے مد کرنا شرعاً مطلوب ہوگا۔''

آگے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الاذان وغیرہ کی عبارات سب واجب اللحاظ والعمل ہیں۔''

حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے مسئلہ کے متعلق چند روایات واحادیث ذکر کی ہیں، ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اوران سب روایات اور عبارات ودلائل کا حاصل یہ نکلا کہ اذان کے کسی کلمہ میں کسی حرکت یا حرف کی زیادتی وکمی کے بغیر اور آواز بگاڑے بغیر ''مدیٰ صوتہٖ'' وغیرہ دلائل کے پیشِ نظر اپنی بلند سے بلند آواز سے اس طرح اذان دی جائے کہ اس میں گانے کی آواز پیدا ہونے کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ ہاں! اگر تحسینِ صوت کے لیے تطویلِ نفس کرنے سے مدِ لغوی (یعنی حروفِ مدہ کو ان کی اصلی اور ذاتی وطبعی مقدار ایک الف یا دوحرکت کے برابر پڑھنا) کی صورت پیدا ہو تو اس میں مضائقہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اہلِ تجوید اور ائمہ مجودین کے اصول کے خلاف اوران کا اصطلاحی مد (مدِ فرعی، زائد از ایک الف) نہ ہو جائے۔''

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی اس تحریر سے یہ وضاحت بھی ہوتی ہے کہ یہ

مسئلہ علمِ تجوید وقراءت سے لاتعلق نہیں ہے اور یہ کہ اذان میں اہلِ تجوید اور ائمہ مجودین کے بیان کردہ اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہے۔

بنگلہ دیش سے آیا ہوا ایک استفتاء اور اُس کا جواب

ذیل میں الجامعۃ العربیہ امداد العلوم فرید آباد ڈھاکہ بنگلہ دیش سے (۳۰/ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ) آیا ہوا ایک استفتاء اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے:

مدرسہ ہٰذا کے ایک استاذ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے متعدد مسائل کے ضمن میں ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ:

سوال: بعض حضرات ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابنِ حجر (ھیثمی) کے قول اور مرقاۃ (شرح مشکوٰۃ) کے پیش نظر اذان کے لفظ اللہ کے لام کو ایک الف سے زائد کھینچنے کو شدّ و مد سے منع کررہے ہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل اُمور کے پیشِ نظر کچھ کھٹکا ہورہا ہے۔ منجملہ اذان میں اِظہار اور اِجہار کا مقصد معمولی ایک الف کی مقدار سے ادا نہیں ہوسکتا۔ زور سے آواز نکلتے ہی ایک الف ہوجاتی ہے۔ پھر اس پر بس کیا جائے تو آواز پھیل ہی نہیں سکے گی۔‘‘

الجواب وباللہ التوفیق:

وَلَا بَأسَ بِالتَّطرِیبِ فِی الْاَذَانِ وَھُوَ تَحسِیْنُ الصَّوْتِ مِنْ غَیرِ اَنْ یَّتغَیَّرَ فَاِنْ تَغَیَّرَ بِلَحْنٍ اَوْ مَدٍّ اَوْ مَا اَشْبَهَٗ ذٰلِکَ کُرِہَ وَقَالَ شَمْسُ الائِمَّۃِ الْحُلْوَانِّی اِنَّمَا یُکْرَہُ ذٰلِکَ فِیْمَا کَانَ مِنَ الْاَذْکَارِ اَمَّا فِیْ قَوْلِهٖ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاح– لَابَأْسَ فِیْهِ بِاِدْخَالِ الْمَدِّ.

(قاضی خان علیٰ عالمگیری: جلد ۱، صفحہ ۷۸)

(وَفِیْ تَنْوِیْرِ الْاَبْصَارِ جلد ۱، صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند)

فِیْ بَابِ الاذَانِ وَلَا لَحْنَ فِیْهِ اَیْ تَغَنّیْ بِغَیرِ کَلِمَاتٍ قَالَ فِیْ الدُّرِ الْمُخْتَارِ اَیْ بِزِیَادَۃِ حَرْکَۃٍ اَوْ حَرْفٍ اَوْ مَدٍّ فِیْ الْاَوَائِلِ وَالْاَوَاخِرِ کَذَافِی الْفَلَاحِ

یعنی اذان میں آواز کو عمدہ اور بہتر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس شرط کے ساتھ کہ اذان میں کوئی تغیر پیدا نہ ہو لہٰذا اگر قواعدِ تجوید کے خلاف ادائیگی یا مد کو زیادہ کرنے یا اس کے مشابہ کسی چیز کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے اذان میں تغیر پیدا ہو جائے تو یہ مکروہ ہوگا۔

شمش الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ یہ (مد کا زیادہ کرنا) اذان کے اندر مکروہ ہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں مد کو زیادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

فقہاء کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ میں جواز کار کے قبیل سے ہیں (مثلاً لفظ اللہ) مد اصلی کو اس کی مقدار (ایک الف یا دو حرکت کے برابر) سے زیادہ کھینچ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ حرف یا حرکت گانا نہ بن جائے۔

اس بارے میں جو ''کھٹکا'' ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ:

''جن لوگوں کو گانے کی عادت پڑ گئی ہے۔ان کے لیے اس وقت تک اِجہار حاصل نہ ہوگا جب تک کہ اپنے سانس کو ختم نہ کر دیں لیکن جن کا یہ مزاج نہ ہو اور ان کی آواز بھی بلند ہو تو لفظ اللّٰہ کے لام کو ایک الف کی مقدار کھینچنے سے ان کی اذان میں اِجہار حاصل ہو جاتا ہے۔''

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''فَاِنَّہٗ اَنْدٰی وَاَمَدُّ صَوْتًا مِّنْکَ'' میں لفظ ''اَمَدُّ صَوْتًا'' سے کلماتِ اذان میں بیجا طول دینے کا شبہ نہ کیا جائے، اس لیے کہ امدّ صوتاً کی تفسیر اہلِ لغت نے ''اَبْعَدُ صَوْتًا'' سے کی ہے جس کا حاصل ''اَرْفَعُ صَوْتًا'' ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: ''معارف السنن'': جلد۲، صفحہ ۱۷۰)

غرض اذان میں مقصود اِجہار اور رفعِ صوت ہے۔ جس کا تعلق پھیپھڑوں کی قوت سے

ہے، درازیِ صوت مقصود نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مندرجہ بالا جواب کے نیچے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے تین اراکین کے دستخط ثبت ہیں۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۲/۱۴۱۳ھ...... الجواب صحیح محمد ظفیر الدین...... الجواب صحیح کفیل الرحمٰن نشاطؔ

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہٗ جونپوری

موجودہ دور کے ایک معتبر اور صاحبِ بصیرت عالم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جونپوری مدظلہٗ شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور سے مذکورہ مسئلہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو موصوف نے ایک تفصیلی جواب مرحمت فرمایا۔ راقم نے مسئلہ ہٰذا سے متعلق ایک ابتدائی تحریر چار صفحات پر مشتمل ارسالِ خدمت کی تھی۔

موصوف آغازِ تحریر میں ارقام فرماتے ہیں:

''پورا رسالہ از اوّل تا آخر دیکھا۔ حوالے وغیرہ تلاش کیے اور بعدِ مطالعۂ کتب جو رائے قائم ہوئی وہ عرض کی جاتی ہے۔ جس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ مسلکِ حق اور مطابقِ جمہور وہی رائے ہے جو آپ نے پیش فرمائی ہے البتہ گنجائش معمولی سی ہی سہی دوسرے پہلو کی بھی ہے لہٰذا صحیح صورت اور واقعی مسلک تو بیان کر دیا جائے لیکن اذان پر نکیر میں شدت نہ برتی جائے۔''

حضرت مولانا آگے چل کر فرماتے ہیں:

''ملحوظ رہے کہ اس تمام تر تنقید میں دوسری طرف (یعنی مد کے قائلین کے لیے) گنجائش کا پہلو بتایا گیا ہے ورنہ اصل اور مطابقِ جمہور وہی بات ہے جس کو راقم کے مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی تائید میں ''اَلسِّعَایة'' کی عبارت پیش ہے جس کا ظاہر و باطن دیکھنے سے دونوں پہلوؤں کی حیثیت ظاہر ہو جاتی ہے، صفحہ ۱۴ پر فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ فَلَا يَنْقُصُ شَيْئًا مِنْ حُرُوْفِهٖ اَلَخ هٰذَا بِظَاهِرِهٖ يُفِيْدُ اَنَّهٗ يُكْرَهُ

التَّلْحِيْنُ فِیْ جَمِيعِ كَلِمَات الْاَذَانِ وَعَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ وَنُقِلَ فِیْ الْبَحْرِ وَغَيْرِهٖ عَنِ الْحُلْوَانِیِّ اَنَّ كَرَاهَتَهٗ اِنَّمَا فِی الذِّكْرِ وَالثَّنَاءِ

اَمَّا لَوْ لَحَّنَ فِی الْحَيْعَلَتَيْنِ بِاَنْ زَادَ الْمَدَّ لِتَحْسِيْنِ الصَّوْتِ وَنَحْوِهٖ فَلَا يُكْرَهُ

قُلْتُ اَیْ الْعَلَّامَةُ اللَّكْنَوِیُّ وَمَا اَجْهَلُ مُؤَذِّنِیْ زَمَانِنَا حَيْثُ يُلَحِّنُوْنَ فِی الْاَذَانِ فَبَعْضُهُمْ يَحْذِفُوْنَ الْوَاوَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبَعْضُهُمْ يَضُمُّ الرَّاءَ فِی الرَّسُوْلِ- وَبَعْضُهُمْ يَحْذِفُوْنَ الْاَلِفَ مِنْ اَكْبَرَ وَبَعْضُهُمْ يَمُدُّوْنَ الْيَاءَ فِیْ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، وَكُلُّ ذٰلِكَ لَحْنٌ مَمْنُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ. (صفحہ ۱۵)

قَوْلُهٗ فَاَمَّا مُجَرَّدُ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ اَیْ بِلَا تَغَيُّرِ لَفْظِهٖ فَهُوَ حَسَنٌ ظَاهِرُ عِبَارَةِ الْخُلَاصَةِ...... قَالَ تَحْسِيْنُ الصَّوْتِ لَا بَأْسَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ تَغَنٍّ...... وَعِبَارَةِ قَاضِیْ خَانَ حَيْثُ قَالَ فِیْ فَتَاوٰهُ لَا بَأْسَ بِالتَّطْرِيْبِ فِی الْاَذَانِ وَهُوَ تَحْسِيْنُ الصَّوْتِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَغَيَّرَ بِلَحْنٍ اَوْمَدٍّ اَوْمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ كُرِهَ- يَشْهَدُ بِاَنَّ تَرْكَهٗ اَوْلٰی."

ترجمہ:''ماتن کے قول فلاینقص الخ یعنی اذان کے حروف میں کچھ بھی کمی نہ کرے، سے بظاہر یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ اذان کے تمام کلمات میں لحن پیدا کرنا مکروہ ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور بحر وغیرہ میں شمش الائمہ حلوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس تلحین کی کراہیت (اذان کے) ذکر وثنا والے کلمات میں ہے۔

بہرحال اگر کوئی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں لحن کردے۔ بایں طور کہ آواز وغیرہ کو عمدہ کرنے کے لیے مد کو زیادہ کردے تو مکروہ نہیں ہے۔علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے مؤذنین کتنے بڑے جاہل ہیں کہ اذان کے اندر لحن

کرتے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے بعض رسول اللہ کی واؤ کو حذف کردیتے ہیں اور بعض رسول کی را کو مضموم پڑھتے ہیں اور بعض اللہ اکبر سے الف کو حذف کردیتے ہیں اور حی علی الصلوٰۃ میں یاء کے اندر مد کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق غلط اور ممنوع چیزیں ہیں۔

اور مصنف کا قول فاما مجرده الخ یعنی اذان کے الفاظ میں تغیر کے بغیر آواز کو خوبصورت کرنا ایک اچھی چیز ہے۔

خلاصہ کی عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ اذان میں راگ اور لے کی کیفیت پیدا کیے بغیر آواز کو خوبصورت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور فتاویٰ قاضی خان میں قاضی خان کی اس عبارت (لاباس) سے پتہ چلتا ہے کہ مد کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔ اذان میں تو آواز کو خوبصورت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ کلماتِ اذان میں کوئی تغیر نہ ہو، اگر بوجہِ تطریب ولحن یا مد کرنے کی وجہ سے جہاں مد نہیں ہے یا اس کے مشابہ کسی دوسری غلطی کے ارتکاب کے باعث اذان میں کوئی تغیر ہو جائے تو یہ مکروہ ہے۔

بعض حضرات مد کیے جانے کے سلسلے میں المقری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ کی کتاب مفتاح الکمال شرح تحفۃ الاطفال کے حوالے سے مفید الاقوال اور فتح الملک المتعال کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

وَلَهُ سَبَبٌ مَعْنَوِيٌّ كَالتَّعْظِيمِ وَلِاَجْلِهِ اَجَازَ الْفُقَهَاءُ مَدَّ اَلِفِ الْجَلَالَةِ اَرْبَعَ عَشَرَةَ حَرَكَةً فِي اللّٰهُ اَكْبَرَ.

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہٗ العالی اس عبارت کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

”مفید الاقوال اور فتح الملک المتعال جو تحفۃ الاطفال کی شرحیں ہیں۔ ان سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اکبر کے اسمِ جلالہ میں فقہاء نے سات الف کے برابر مد کرنے کی اجازت دی

ہے تو اب تک باوجود تلاشِ بسیار کے کسی فقیہ کا قول اس طرح کا نہیں ملا۔"

مولانا موصوف اپنی تحریر کے آخر میں فرماتے ہیں:

"جیسا کہ اوپر گذرا، بعض حضرات اسبابِ مد میں سے ایک ضعیف سبب سببِ معنوی کا سہارا لیتے ہوئے لفظ اللہ (وصلاً) میں مد کو جائز کہتے ہیں۔"

خلاصہ

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ:

اولاً: یہ سبب سببِ ضعیف ہے۔

ثانیاً: یہ لائے نفی جنس میں ہے۔ نفی میں مبالغہ کرنے کے لیے ہے۔ جیسے لَا اِلٰــــہ اِلَّا اَنْـــتَ اور لَا مَـــرَدَّ وغیرہ اسی کو مدِّ تعظیمی کہتے ہیں۔ محقق ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے مد تعظیمی کو لفظ اللہ میں نہیں کہا ہے۔

ثالثاً: یہ بطریقِ شاطبی اور جمہور قراء کے نزدیک معمول بہا نہیں ہے۔

رابعاً: یہ جمہور کے خلاف ہے۔

خامساً: یہ قراء سبعہ میں امام سادس حضرت امام حمزہ کوفی کے لیے ہے۔ امام عاصم کوفی وغیرہ حضرات کے لیے نہیں ہے۔

سادساً: اس میں امام حمزہ کے لیے توسط ہے۔ طول وتطویل نہیں۔

سابعاً: لفظ اللہ پر (وصلاً) اکثر حضرات بصراحت نہ صرف عدم جواز کے قائل ہیں بلکہ اسے اَقْبَحُ الْبِدْعَۃ وَاَشَدُّ الْکَرَاھَۃ قرار دیتے ہیں۔ صرف بعض لوگ ہیں جو سببِ ضعیف کا سہارا لیتے ہوئے مد کو جائز کہتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ جواز وعدمِ جواز میں، محرّم اور قبیح میں اختلاف کی صورت میں عدمِ جواز اور محرم کو ترجیح ہوتی ہے۔

ثامناً: ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ لفظ اللہ (وصلاً) میں مد غلط ہوتا تو اُمت کا اجماع اس

پر نہ ہوتا کیونکہ کسی غلط امر پر اُمت کا اجماع نہیں ہوسکتا ہے۔ واضح ہو کہ اجماع خواص کا معتبر ہوتا ہے نہ کہ عوام کا اور طبقہ خواص لفظِ اللہ پر مد طول وتطویل کے سلسلے میں بالکل مجتمع نہیں ہے۔ ہر دور اور ہر دائرہ میں عرب ہو یا عجم ہر جگہ اس کے خلاف ہمیشہ لکھا گیا ہے۔ اس کے خلاف برابر نکیر کی جاتی رہی ہے۔ ماسبق میں مندرجہ تصریحات سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

مضمون کی تائید میں ملک کے مقتدر علمائے کرام کی تحریریں موصول ہوئیں۔ جن میں سے چند تحریریں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

تائیدات

(۱)......حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب، خیرآبادی، مفتی دارالعلوم دیوبند

اذان پنج وقتہ نمازوں کے لیے سنت مؤکدہ اور شعارِ اسلام میں داخل ہے۔ عربی زبان میں مخصوص الفاظ کے ساتھ مشروع ہے جس سے فرضِ عین نمازوں کے وقت کا اعلان ہوتا ہے۔

سب سے پہلے صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں، خواب یا بیداری کی درمیانی حالت میں ایک فرشتے کے ذریعہ اذان کے کلمات سکھائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتصدیق فرمائی۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھایا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم ہوا کیونکہ وہ بلند آواز تھے، اور وہ اذان دینے لگے۔

اذان میں عربی زبان کے کلمات ہیں۔ ان کے تلفظ کے لیے عربی زبان میں قواعد و ضوابط مقرر ہیں۔ ان قواعد وضوابط کی رعایت کرنا بہرحال ضروری ہے۔ ان قواعد کی رعایت کیے بغیر اذان دینا درست نہیں۔

فقہائے کرام نے امام اور مؤذن کے اوصاف یکساں ذکر کیے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ

مؤذن کے لیے بھی عالم متقی ہونا بہتر ہے تا کہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے۔

آج کل ہماری بے توجہی سے عموماً ناخواندہ، غیر شرعی وضع قطع رکھنے والے مؤذن اذان دے رہے ہیں جو اذان کے احکام و مسائل سے یکسر ناواقف ہوتے ہیں۔ کلماتِ اذان کا صحیح تلفظ نہیں جانتے ہیں۔ ان کلمات میں ضابطہ کے خلاف غیر معمولی کشش کرتے ہیں۔ اپنے سانس کی لمبائی دکھانے کے لیے اس درجہ کھینچتے ہیں کہ اذان میوزک اور گانے کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ٹیپ ریکارڈر اور ریڈیو پر آنے والی اذان کی نقل سے اور زیادہ بے اعتدالی آ گئی ہے۔ سادہ اذان کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ الانپا، راگ میں راگ نکالنا، اور گانے کی نقل کرنا، مستقل مزاج بن گیا ہے جس سے اذان کی روح جاتی رہی۔

ستم بالائے ستم کہ اس طرح غلط دی جانے والی اذانوں کی اصلاح نہیں کی جاتی، بلکہ ایسی اذانوں کی اور تحسین کی جاتی ہے۔ یہ مرض عام ہو رہا ہے۔ عوام و خواص، شہروں اور قصبات میں حتیٰ کہ دیہاتوں میں بھی پھیل چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اہلِ علم اس کی اصلاح کی طرف توجہ کریں اور اس بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کریں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب (ہردوئی) دامت برکاتہم کو وہ ایک عرصے سے اس کی اصلاح کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اب عزیزِ محترم مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی سلمہٗ نے ان کی کوشش کو آگے بڑھانے اور اصلاحِ اذان کے پروگرام کو پورے ملک اور بیرونِ ملک میں پھیلانے کے لیے کتابچہ کی شکل میں تحریر فرما دیا ہے۔ عزیز موصوف نے اذان میں ہونے والی غلطیوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ دلائل کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی ہے اور ماشاء اللہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو لوگوں کے لیے اپنی اپنی اذانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

اسے بے حد مقبول اور نفع بخش بنائے اور مؤلف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

(آمین) فقط

حبیب الرحمٰن خیرآبادی، عفا اللہ عنہ

خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

۱۱/ربیع الاوّل، ۱۴۱۴ھ

(۲)......حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہٗ
مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

مضمون کو بغور دیکھا گیا۔ ماشاء اللہ! خوب کاوش فرمائی ہے۔ اس بے بضاعت کی رائے میں اَحوط تو وہی ہے جو آنجناب نے تحریر فرمایا ہے: ''اِعمال تو اس کا تا حدِ امکان ہونا چاہیے۔'' حضرت مفتی صاحب کی مزید مفید تحریر پیچھے مضمون میں شامل ہے۔

(ناکارہ) محمد حنیف غفرلہٗ

خادم مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

۱۵/۱/۱۴ھ

(۳)......حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہٗ
مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم. الحمدللّٰہ و کفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی.

آج کل اذان کے کلمات میں ضرورت سے زیادہ کھینچ تان کا رواج پڑ گیا ہے جس سے علمائے اسلام نے روکا ہے اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ آج بھی کچھ پرانے علماء اس کھینچ و

تان کو جو قاعدہ کے خلاف ہے، پسند نہیں کرتے ہیں۔ دار الافتاء سے اس سلسلہ میں برابر لکھا جارہا ہے کہ اعتدال پیدا کیا جائے اور مروّج طریقہ بند کیا جائے۔

اذان میں اس کھینچ تان کا تعلق تجوید سے بھی ہے۔ اس لیے دار العلوم دیوبند کے مشہور مجوّد مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی زید مجدہٗ سے بھی سوال کیا گیا تھا۔ قاری صاحب موصوف ماشاء اللہ فاضل دیوبند بھی ہیں اور بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے محنت کر کے اس کا جواب لکھا ہے اور اس کو ایک کتابچہ کی شکل دے دی ہے جو ماشاء اللہ اچھا کتابچہ ہے۔

خاکسار نے سرسری طور پر اسے دیکھا اور استفادہ کیا، دل سے دُعائیں نکلیں۔ مختصر یہ کہ قاری صاحب موصوف کی یہ خدمت لائق صد تبریک وتہنیت ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

طالب دعاء محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

مفتی دار العلوم دیوبند

۶ / ربیع الاوّل ۱۴۱۴ھ

(۴)......حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب
مفتی مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آباد

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ. نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریمِ. وَبَعدُ. الحمدللہ.

آج ۲۳ / صفر ۱۴۱۴ھ کو حضرت اقدس قاری ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم استاذ تجوید دار العلوم دیوبند کی تحریر از اوّل تا آخیر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ نے مختلف مشاہیر علماء کی تحریرات نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے بعض اکابر ایک الف

سے زائد کھینچنے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض اس کو قبیح اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔ مگر لحن اور راگ کو ان میں سے کوئی بھی جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ اس خاکسار نے حضراتِ فقہاء اور قراء کا جو مقصد سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ اذان میں راگ اور گانے کی آواز سے احتراز لازم ہے اور ساتھ ساتھ بمقتضیٰ قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اَندٰی صوتًا، تحسینِ صوت و رفع صوت بھی اصل مقصد ہے۔ نیز شریعت میں افراط وتفریط جائز نہیں، اعتدال مقصود ہے...... لہٰذا اگر راگ سے احتراز کر کے بغرضِ رفعِ صوت ایک الف سے زائد دو الف تک کھینچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لیے جو مؤذن راگ اور گانے کی آواز سے احتراز کر کے محض تحسینِ صوت اور رفعِ صوت کے لیے آواز کو دو الف سے بڑھاتا ہے، اس پر شدت ونکیر مناسب نہیں البتہ دو الف سے زائد نہ ہونا چاہیے۔ البتہ جو مؤذن آواز میں راگ پیدا کرتا ہے، وہ قابلِ نکیر ہے۔ بایں بناء حضرت قاری صاحب موصوف کی نقل کردہ عبارات اور آراء میں سے اس خاکسار کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ زیادہ مناسب ہے اور اب حرمین شریفین میں بھی بلا کسی تکلف اور راگ کے اذان دی جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ فقط۔

شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دارالافتاء، مدرسہ شاہی مرادآباد

۳/صفر ۱۴۱۴ھ

اغلاط اذان واقامت

(مولانا محمد افضل حسین بستوی، مدرّس دار العلوم الاسلامیہ بستی)

(۱) اللہ کو الـلّٰـہُ (یعنی بالمد) پڑھنا (۲) اَلـلّٰـہ کے لام کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۳) الـلّٰـہُ کے ہاء کے پیش کو مجہول پڑھنا (۴) اکبَرُ کو آکبَرُ بالمد پڑھنا (۵) اکبر کو اکبار (باء کے بعد الف بڑھانا) (۶) اکبَرُ کو اکبرُ (ضمہ کے ساتھ) پڑھنا (۷) اکبَرُ کی را کو پُر نہ پڑھنا (۸) اَشْھَدُ کو آشھد (بالالف) پڑھنا (۹) اَشھدُ کے دال کے پیش کو مجہول پڑھنا (۱۰) اَنْ کے نون کو لا کے لام میں نہ ملانا (۱۱) لا کو چار الف سے زیادہ کھینچنا (۱۲) اِلٰہَ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۱۳) اِلَّا الـلّٰـہ میں الـلّٰـہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۱۴) مُـحـمَّـدًا کی تنوین کو رسـول الـلّٰـــہ کی را میں نہ ملانا (۱۵) رَسُوْل کے واؤ کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۱۶) رسول اللّٰہ میں اللّٰہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۱۷) حَـیَّ عَـلی الصَّلٰوۃ کو حـیَّ لَاالصلٰوۃ پڑھنا (۱۸) حَـیَّ اَلَا الصَّلٰوۃ پڑھنا (۱۹) عَـلَی الصَّلٰوۃ میں الـصلٰوۃ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۲۰) الـصـلٰوۃ کی ہا کو حذف کر دینا (۲۱) حَیَّ عَـلَـی الْفَلاحُ کو حَیَّ لَا الْفَلاح پڑھنا (۲۲) حَیَّ اَلَا الْفَلاحُ پڑھنا (۲۳) الفلاح کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۲۴) الفلاح کے حَا کو حذف کر دینا (۲۴) الصلٰوۃ خیرٌ میں الصلٰوۃ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۲۶) الـصَّـلٰـوۃ کی تا کے پیش کو مجہول پڑھنا (۲۷) الصلٰوۃ کی تا کو کھینچنا (۲۸) خَیرٌ کی یاء کو مجہول پڑھنا (۲۹) خَیرٌ کی را کو پُر نہ کرنا (۳۰) الـنَّـوم کے واؤ کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۳۱) الـنَّـوم کے واو کو مجہول پڑھنا (۳۲)

تَرَسُّل نہ کرنا یعنی دوکلموں کے درمیان بقدر جواب نہ ٹھہرنا۔

اغلاطِ اقامت

(۱) اَکْبَرُ کو اَکْبَرُ (بالضم) پڑھنا (۲) اِلَّا اللّٰهُ کو الا اللّٰهُ (بالضم) پڑھنا (۳) رَسُوْلُ اللّٰہ کو رسول اللّٰہِ (ہاء کو زیر دے کر) پڑھنا (۴) حیّ علی الصّلوٰۃ کو حیَّ لَا الصلوۃ پڑھنا (۵) الصلوۃ کو الصلوۃِ (تاء کو زیر دے کر) پڑھنا (۶) حَیَّ اَلا الصَّلٰوۃ پڑھنا (۷) حَیّ علی الفلاح کو حَیَّ لَا الفَلاح پڑھنا (۸) الفَلاحُ کو الفَلاحِ (حاء کو زیر دے کر) پڑھنا (۹) حَیَّ اَلا الُفَلاحُ پڑھنا (۱۰) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (تاء کو ضمہ دے کر) پڑھنا (۱۱) ہر کلمہ پر ٹھہرنا۔

کلماتِ اذان واقامت کو وصل کرتے ہوئے آخری حرف پر کوئی اعراب نہ ظاہر کیے جائیں۔ سب کلمات ساکن ومجزوم ہیں۔ (کنز العمال: جلد ۱، صفحہ ۱۵۱)

وساوس جو آتے ہوں اس کا غم کیوں

عبث اپنے جی کو جلانا بُرا ہے

خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے

وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ